# 97239 ـ عقد نكاح ميں چار عورتوں كى گواہى كافى نہيں ہوگى

**سوال**

چار عورتوں كى گواہى ميں عقد نكاح كا حكم كيا ہے ؟

ايسا نكاح كرنے والے كا خيال تھا كہ دو عورتوں كى گواہى ايك مرد كے برابر ہے تو چار عورتيں دو مردوں كے برابر ہونگى، اور چار عورتوں كى گواہى ميں لڑكى كے والدين كى رضامندى سے نكاح كر ليا، ليكن وہ دونوں نكاح كے وقت موجود نہيں تھے، كيا يہ نكاح صحيح ہے يا نہيں، اوراگر صحيح نہيں تو كيا كرنا چاہيے ؟

**پسنديده جواب**

الحمد للہ.

جمہور علماء كرام كے ہاں نكاح صحيح ہونے كے ليے دو مسلمان عادل گواہوں كا ہونا شرط ہے، نكاح ميں عورتوں كى گواہى سے نكاح صحيح نہيں ہوگا، چاہے چاروں عورتيں ہو يا پھر دو عورتيں اور ايك مرد.

كيونكہ صحيح حديث ميں ثابت ہے كہ:

عمران اور عائشہ رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" ولى اور دو عادل گواہوں كے بغير نكاح نہيں ہوتا "

اسے امام بيہقى نے روايت كيا اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح الجامع حديث نمبر ( 7557 ) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" نخعى اوزاعى اور امام شافعى كے قول كے مطابق ايك مرد اور دو عورتوں كى گواہى سے نكاح نہيں ہو گا "

امام زہرى رحمہ اللہ كا قول ہے:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے يہ سنت چلى آ رہى ہے كہ حدود اور نكاح اور طلاق ميں عورتوں كى گواہى جائز نہيں "

اسے ابو عبيد نے " الاموال ميں نقل كيا ہے " انتہى مختصرا

دیکھیں: المغنی ( 7 / 8 ).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام نے بھی یہی قول اختیار کرتے ہوئے کہا ہے:

" عقد نکاح میں عورت کے ولی اور خاوند کا آپس میں عقد نکاح پر گواہ بنائے بغیر شادی کرنے پراتفاق کافی نہیں ہوگا، اور اگر دونوں کی جانب سے ایجاب و قبول ہو بھی گیا تو عقد نکاح کے وقت دو عادل گواہ بنانا ضروری ہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا " انتہی

الشیخ عبد العزیز بن باز.

الشیخ عبد الرزاق عفیفی.

الشیخ عبد اللہ بن قعود.

الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء ( 18 / 182 ).

لیکن احناف کا مذہب ہے کہ ایك مرد اور دو عورتوں کی گواہی میں عقد نکاح صحیح ہے "

دیکھیں: بدائع الصنائع ( 2 / 255 ).

اور کچھ آئمہ کرام مثلا امام مالك کا کہنا ہے کہ اعلان نکاح واجب ہے نہ کہ گواہی، اس لیے جب اعلان نکاح ہو جائے اور لوگوں کو نکاح کا علم ہو جائے تو یہ نکاح صحیح ہے چاہے اس پر گواہ بنائے گئے ہوں یا نہ بنائے گئے ہوں.

قدیم علماء کرام میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اور معاصرین میں سے ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن تیمیہ ( 32 / 127 ) اور الاختیارات ( 210 ) اور الشرح الممتع ( 12 / 94 ).

انہوں نے گواہوں کی شرط والی احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے، لہذا اس قول کی بنا پر اگر نکاح کا اعلان ہوا اور لوگوں کو اس نکاح کا علم ہو چکا ہے تو یہ صحیح ہے.

لیکن احتیاط یہی ہے کہ اس سلسلہ میں وارد شدہ احادیث کے صحیح ہونے کے احتمال اور جمہور علماء کرام کے قول کا خیال کرتے ہوئےدو گواہوں کی موجودگی میں نکاح دوبارہ کر لیا جائے، اور اس لیے بھی کہ یہ معاملہ بہت خطرناك معاملے یعنی نکاح سے تعلق رکھتا ہے.

تنبیہ:

آپ کے سوال میں وارد ہے کہ: بیوی کا والد موجود نہیں تھا، اگر والد نے اپنی بیٹی کے نکاح کے لیے کسی دوسرے کو وکیل بنایا تھا تو یہ نکاح صحیح ہے، کیونکہ عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی، بلکہ احادیث کی روشنی میں جمہور علماء کرام کے قول کے مطابق عورت کا ولی یا پھر ولی کا وکیل نکاح کرے، اس میں یہ علم کافی نہیں کہ ولی نکاح پر رضامند ہے.

اور اگر ولی یا پھر اس کا وکیل نکاح میں موجود نہ ہو تو یہ نکاح صحیح نہیں، بلکہ اس صورت میں تجدید نکاح ضروری ہے.

مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر ( 97117 ) کے جواب کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .